کاش! ہم کشمیر کاز کیلئے ایک ہو جائیں

تحریر: سہیل احمد لون

5فروری کو یوم یکجہتی کشمیر سرکاری، نیم سرکاری اور غیر سرکاری طور پر اپنی استطاعت کے مطابق وطن عزیز میں ہی نہیں بلکہ بیرون ممالک بھی انتہائی جوش وجذبے سے منائی گئی۔ مختلف سیاسی ومذہبی جماعتوں کے علاوہ سماجی وفلاحی تنظیموں نے بھی اپنے اپنے جھنڈے تلے کشمیریوں کیساتھ ہونے والی بھارتی تشدد کی مذمت کی اور بھارتی تسلط سے آزادی کے لیے اپنی سفارتی، اخلاقی اور انسانی ہمدردیوں اور امداد جاری رکھنے کے عزم کا اعادہ کیا۔ اگر سب کا مقصد ایک ہے تو اس کے حصول کے لیے متحد ہو کر آواز کیوں نہیں بلند کرتے؟ یہ کیسی یکجہتی ہے جس میں ایک روز کے لیے بھی یک ہونے کا مظاہرہ نہ کیا جا سکے۔ آج ڈیڑھ ارب مسلم امہ کا براحال صرف باہمی نفاق کی وجہ سے ہو رہا ہے، مسلمان ممالک کا جائزہ لیا جائے تو اس وقت کچھ حالت جنگ میں ہیں یا حالت رنج میں۔ یورپی یونین، برطانیہ، کینیڈا، امریکہ سمیت دیگر ترقی یافتہ ممالک اس وقت حالت دبنگ میں ہیں کیونکہ ان میں باہمی اتفاق ہے۔ جس کا عملی مظاہرہ ابھی چند روز قبل فرانس کے شہر پیرس میں چالیس ممالک کے سربراہان کے ساتھ ملین مارچ کی صورت میں کیا گیا۔ جو قوم ایک دن عید منانے کے لیے متفق نہ ہو سکے اس سے کسی بھی معاملے میں متحد ہونے کا سوچنا ہی وقت کا ضیاع ہے۔ سیاسی، مذہبی، ادبی یا فنی سرگرمیوں میں لندن کسی بھی لحاظ سے لاہور سے کم نہیں۔ اگر وطن عزیز میں یوم کشمیر کے سلسلے میں مختلف ادارے، تنظیمیں اور جماعتیں اپنے پروگرام رکھتے ہیں تو لندن میں ایسے پروگراموں کا ہونا ایک فطری سا عمل ہے۔ House of Commons کے ولسن روم میں Third World Solidarity کے منتظمین جن میں مشتاق لاشاری، ممبر آف پارلیمنٹ ڈیوانڈرسن شامل ہیں نے ایک Seminar on Kashmir کا اہتمام کیا۔ جس میں میڈیا، سماجی شخصیات، ممبر آف پارلیمنٹ خالد محمود، کونسلرز، میئرز، برطانیہ میں پاکستانی ہائی کمشنر سید ابن عباس کے علاوہ مختلف مکاتب فکر کے لوگوں نے شرکت کی۔ شرکاء نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور مہمان سپیکرز سے سوالات کرنے کے ساتھ ساتھ کشمیر کا مسئلہ سفارتی، اخلاقی اور انسانی ہمدردی کی بنیادوں پر حل کروانے کے لیے اپنی تجاویزات بھی پیش کیں۔ میں نے ہال میں موجود تمام حاظرین کا جائزہ لینے بعد ممبر آف پارلیمنٹ خالد محمود سے یہ پوچھا کہ "ہم جموں کشمیر کے کشمیریوں کی آزادی کی بات کرنے یہاں جمع ہوئے ہیں مگر حیران کن طور پر ان کی نمائندگی کرنے کے لیے کوئی سیاسی یا سماجی رہنماء موجود نہیں' یہی حال گزشتہ دنوں لندن میں کشمیریوں کے لیے ملین مارچ کے نام سے کیے جانے والا پروگرام بھی تھا جس میں جموں کشمیر کی نمائندگی نہیں تھی'؟ ایم۔ پی خالد محمود صاحب نے جواب دیا کہ "یہاں کوئی کشمیری (جس کا تعلق مقبوضہ کشمیر سے ہو) نہیں جس کو مدعو کیا جاتا کیونکہ ان کو ویزا نہیں دیا جاتا تاکہ وہ کشمیر سے باہر کہیں جا ہی نہ سکیں"۔ ممبر آف پارلیمنٹ اسٹیون ہیکر سے میں نے جب یہ پوچھا کہ "اگر سکاٹ لینڈ کو یہ حق دیا جا سکتا ہے کہ وہ ریفرنڈم یعنی ووٹ کے ذریعے اپنی آزادی کا فیصلہ کر سکتے ہیں تو یہ فارمولہ آپ کشمیر پر اپلائی کیوں نہیں کرتے؟"۔ جس پر انہوں نے کہا کہ "وہ اس بات سے بالکل متفق ہیں کہ کشمیریوں کو اس بات کا حق حاصل ہونا چاہیے کہ وہ اپنے مستقبل کا فیصلہ ووٹ کے ذریعے کریں مگر ایسا پراسس کرنے کے

لیے پہلے زمینی حالات بہتر کرنا ضروری ہیں''۔ پاکستانی ہائی کمشنر جناب ابن عباس نے کہا کہ ''ان کو اپنا منصب سنبھالے ہوئے ابھی چار ماہ ہی ہوئے ہیں اور کشمیر کے حوالے سے ان کی یہ پانچویں پروگرام میں شرکت ہے''۔

House of Commons لندن میں بیٹھ کر کشمیر کی آزادی کی بات کرنے میں تو کوئی حرج نہیں مگر کیا یہ وہی پارلیمنٹ ہاؤس نہیں جہاں کشمیر کو متنازعہ حالت میں چھوڑنے کا فیصلہ ہوا تھا۔ برطانوی سامراجیت کا پیوستہ وہ کیل جو انہوں نے کسی خاص مقصد کے تحت گاڑھا تھا بھلا وہ کیسے اس کو نکال کر پاک بھارت کو سکون لینے دیں گے۔ کشمیر کا حل اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کشمیریوں کی مرضی اور نمائندگی اس میں شامل نہ کی جائے۔ پاک بھارت کے تعلقات کشمیر کی وجہ سے ہی کشیدہ رہے ہیں، جس کی وجہ سے دونوں ممالک میں اسلحے کی دوڑ لگی ہے۔ امریکہ سمیت وہ ممالک جن کے بجٹ کا انحصار ہی اسلحہ بیچ کر ہوتا ہو تو بھلا وہ ایسا اقدام کیوں اٹھائیں گے جس سے ان کے کاروبار میں گھاٹا پڑ جائے؟ لہٰذا ہمیں برطانیہ، امریکہ یا اقوام متحدہ سے یہ امید نہیں رکھنی چاہیے کہ وہ اس مسئلے کا پرامن حل نکالیں گے اگر ان کی سوچ کو بڑے کینوس پر دیکھا جائے تو اس وقت بڑی پلاننگ کی تحت مسلم ممالک میں انتشار کی صورت حال پیدا کی جارہی ہے۔ بدقسمتی سے مسلمان ہی مسلمان کا گلہ کاٹ رہا ہے اور ایسی نفاق کی حالت میں کشمیر یا فلسطین کی آزادی تو دیوانے کا خواب ہی لگتا ہے۔ کشمیر کی آزادی کے لیے سیاسی و کھوکھلے نعروں لگانے والوں سے بندہ یہ پوچھے کہ کیا ہم خود واقعی ہی آزاد ہیں؟ ملک کو دولخت کرنے کے بعد بھی ہم نے اپنی منافقت نہیں چھوڑی، چند خاندانوں کو اپنے اوپر مسلط کرنے والے جموں کشمیر کو بھارتی تسلط سے کیسے آزاد کروائیں گے؟ ہمیں سب سے پہلے اپنے آپ کو سدھارنے کی ضرورت ہے، طمع، حرص اور لالچ کے بت کے آگے سجدہ ریز ہونے والے، کشکول لے کر دیس دیس بھیک مانگنے والے کبھی کسی قوم کو آزاد نہیں کروا سکتے۔ جب تک ہم داخلی امور بہتر نہیں کرتے، خارجی معاملات میں ہم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ بھارتی جارحیت کے خلاف بات بھی کرتے ہیں اور ان کے کلچر کو فخر سے اپنا بھی رہے ہیں، وہ ہر جگہ ہمیں نیچا دکھانے کی کوشش کرتا ہے اور ہم امن کی آشا کا راگ لاپتے ہیں۔ 5 فروری کو ملک گیر ہڑتال کرنے کی بجائے اس دن کشمیریوں کے لیے اگر دو چار گھنٹے زائد کام کیا جائے اور اس دن کا سارا Revenue کشمیریوں کے نام کر دیا جائے تو شاید ان کے لیے زیادہ بہتر ہو۔ آج کے دور میں ہر چیز کمرشل ہو گئی ہے، تمام معاملات حتیٰ کہ مذہبی امور بھی کاروباری نقطہ نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ ملک میں لینڈ مافیہ، بھتہ مافیہ، ڈرگ مافیہ، قبضہ مافیہ، جوا اور سٹہ مافیہ، ہومن ٹریفلنگ مافیہ، پریس مافیہ، میں تو ہم خود کفیل تو تھے مگر اب چندہ مافیہ بھی اوپن مارکیٹ میں سرگرم ہے۔ اس کے لیے وہ فلسطینیوں یا کشمیریوں کی آزادی کا نعرہ بھی بیچنے میں شرم محسوس نہیں کرتے۔ کاش! آئندہ کشمیر کا ملین مارچ ہو یا کشمیر پر کوئی سیمنار...... اس میں جموں کشمیر کی نمائندگی بھی ہو جس میں ان کی مرضی بھی پوچھی جائے کہ وہ بھارت، پاکستان یا بالکل آزاد رہنا چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ تمام سیاسی، مذہبی، سماجی اور دیگر تنظیموں کو متحد ہو کر کشمیر پر بھارتی بربریت اور تسلط کے خلاف آواز اٹھانی چاہیے۔ اگر ہم پاک بھارت کرکٹ میچ کے دوران کچھ دیر کے لیے تمام اختلافات کو بھول کر متحد ہو سکتے تو کشمیر کے مسئلے کے لیے کیوں نہیں؟ لیکن شاید ابھی عالمی امن کے سوداگروں نے اس اس کا فیصلہ نہیں کیا یا یہ ابھی اُن کے ایجنڈے پر ہی نہیں ہے۔ سو اتنی دیر تک کشمیر بھارت کا اور کشمیری ہمارے ہیں کہ ہم کشمیری وزیراعظم کی موجودگی میں بھی کشمیر کیلئے تو انا آواز سے محروم ہیں۔

تحریر: سہیل احمد لون
سربٹن۔سرے
06-02-2015
sohailloun@gmail.com